13331-زنا کے نتیجہ میں ہونے والے حمل کا اسقاط

سوال

اگر عورت زنا کرلے توکیا اس کے لیے حمل ساقط کروانا جائز ہے ؟

پسندیدہ جواب

فقہاء کرام کی عمومی طور پراسقاط حمل اوراس کے حکم اوراس سے پیدا ہونے والے مسائل میں بہت ساری جھود واجتھادات پائے جاتے ہیں ، لیکن انہوں نے غیر شرعی حمل میں تفاصیل کا اہتمام نہیں کیا ۔

اورہوسکتا ہے انہوں نے اسے نکاح صحیح سے ہونے والے حمل کے اسقاط کے تابع اوراس میں شریک ہی سمجھا ہو، توا گرنکاح صحیح سے ہونے والے حمل کا اسقاط عمومی حالت میں حرام ہے توغیر شرعی طریقے سے ہونے والے حمل کی حرمت توبالاولی زيادہ اورشدید ہوگی ۔

اس لیے کہ غیر شرعی طریقے سے ہونے والے حمل کے اسقاط کومباح کرنے سے فحاشی اوررذیل کام کرنے کی تشجیع ہوگی اوراس کا راستہ کھلے گا، اورشریعت اسلامیہ کے قواعد میں یہ شامل ہے کہ اسلام ہراس وسیلہ اورسبب کوبھی حرام کرتا ہے جوفحاشی اورگناہ کا باعث ہومثلا بے پردگی اورمرد وعورت کا آپس میں اختلاط ومیل جول وغیرہ ۔

اوراس پرمستزاد یہ کہ ایک ایسے پیدا ہونے والے بے گناہ بچے کوکسی دوسرے کے گناہ پرذبح نہیں کیا جائے گا ۔

اورپھر اللہ سبحانہ وتعالی کا بھی فرمان ہے :

.{کوئی بھی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا}.الاسراء (15) ۔

اوریہ بھی معلوم ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غامدی قبیلہ کی زنا سے حاملہ عورت کوواپس کردیا تھا کہ وہ ولادت کے بعد آئے اورجب وہ ولادت کے بعد آئی تونبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسے پھر دوبارہ واپس کردیا کہ اس بچے کودودھ پلاؤ حتی کہ یہ کھانے پینے کے قابل ہوجائے اوردودھ چھوڑدے ۔

جب وہ تیسری مرتبہ آئی تو بچے کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا لھذا اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے کو ایک صحابی کے سپرد کر دیا اور پھر اسے رجم کا حکم دیا گیا تو اس کے سینہ تک ایک گڑھا کھود کر لوگوں اسے سنگسار کرنے کا حکم دیا ۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالی اس حدیث کے بارہ میں کہتے ہیں :

حاملہ عورت کو وضع حمل سے قبل سنگسار نہیں کیا جائے گا چاہے وہ حمل زنا کا ہو یا زنا کے بغیر ۔ اسی پر علماء کا اتفاق ہے تا کہ اس کا بچہ قتل نہ ہو، اور اسی طرح اگر اس کی حد کوڑے ہیں تو حمل کی حالت میں بھی اسے بالاجماع وضع حمل سے قبل کوڑے نہیں لگائے جائیں گے ۔

دیکھیں صحیح مسلم شرح نووی (202/11) ۔

اس واقعہ سے ہمیں شریعت اسلامیہ کا بچے کے بارہ میں اہتمام ظاہر ہوتا ہے اگرچہ وہ بچہ زنا سے ہی کیوں نہ ہو، جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے کی حفاظت کے لیے اس کی ماں سے حد کو موخر کر دیا تا کہ بچے کی زندگی کو خطرہ نہ پیدا ہو ۔

تو کیا اس کے بعد بھی یہ تصور کیا جاسکتا ہے کہ شارع لوگوں کی خواہشات و شھوات اور غلط رغبات کو پورا کرنے کے لیے اسقاط حمل کے ساتھ بچوں کے قتل کو جائز قرار دے سکتا ہے ؟

اس پر ہم یہ اضافہ کرتے جائیں کہ جن لوگوں نے صحیح نکاح کی حالت میں ہونے والے حمل کے پہلے چالیس روز کے اندر اندر حمل کے اسقاط کی اجازت دی ہے انہوں نے مشروع رخصت کو لیتے ہوئے اس پر اجتھاد کیا ہے مثلا رمضان المبارک میں شرعی عذر والے کو رخصت ہے کہ وہ روزہ نہ رکھے ، اور اسی طرح مسافر کے لیے رخصت ہے کہ وہ چار رکعتی نماز کو قصر کرے ۔

لیکن یہ بات تو شریعت میں مقرر شدہ ہے کہ معاصی اور گناہ کے لیے رخصتوں کا سہارا نہیں لیا جاسکتا ۔

امام قرافی رحمہ اللہ تعالی کا کہنا ہے :

معاصی اور گناہ رخصتوں کے لیے سبب نہیں بن سکتیں ، اسی لیے گناہ کرنے کے لیے جانے والا مسافر نماز قصر نہیں کرے گا اور نہ ہی وہ روزہ افطار کرے گا اس لیے کہ اس صورت

میں سبب معصیت ہے لھذا رخصت پر عمل کرنا مناسب نہیں ۔

کیونکہ مکلف کو اس کی رخصت دینا اس معصیت کی زیادتی اور تکثیر کا باعث بنے گی اور اس میں وسعت کی کوشش ہے ۔ الفروق (33/2) ۔

تو اس طرح شریعت اسلامیہ کے قواعد زنا سے حاملہ عورت کو وہی رخصت نہیں دیتے جو کہ نکاح صحیح سے حاملہ عورت کو ملتی ہیں تا کہ وہ اس معصیت اور گناہ پر معاون و ممد ثابت نہ ہو، اور نہ ہی اس شنیع اور قبیح کام سے خلاصی حاصل کرنے کے راستے ہی آسان کرتی ہے ۔

اس حالت میں بچہ والدین کی ولایت بھی کھو بیٹھے گا اور اس کا کوئی ولی نہیں اس لیے کہ شریعت میں والد کا اطلاق اس پر ہوتا ہے جس کا عورت کے ساتھ صحیح اور شرعی نکاح ہونے کی بنا پر بچہ پیدا ہو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا بھی یہی معنی ہے :

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

(بچہ بستر والے کے لیے ہے اور زانی کے لیے پتھر ہیں) صحیح بخاری و صحیح مسلم ۔

تو اس حالت میں اس بچے کا ولی حکمران ہو گا کیونکہ جس کا کوئی ولی نہ ہو اس کا ولی حکمران ہوتا ہے ، اور حکمران کا تصرف مصلحت کے ساتھ منسلق ہے ، والدہ کی مصلحت کی حفاظت کی بنا پر بچے کی روح کو ختم کرنے میں کوئی بھی مصلحت نہیں پائی جاتی ، اس لیے کہ اس میں اس قبیح اور شنیع فعل کرنے والی عورت کو اس فعل کے کرنے پر ابھارنا ہے جو کہ صحیح نہیں ۔

اور زانی عورت جو کہ اس قبیح اور شنیع فعل کی مرتکب ہوئی ہے اس کا اسقاط حمل اس وقت کروانا ممکن ہے جب وہ صحیح اور سچی توبہ کرنے کا ارادہ کرے اور اسے بہت ہی شدید قسم کا خوف ہو جو کہ شریعیت اسلامیہ کا ایک بہت ہی سنہرا اصول اور قاعدہ ہے ۔